اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہات

اسلامی ممالک کی ہیئت اجتماعیہ میں اپنی اصل کی طرف مراجعت کی ایک رُوح بیدار ہو رہی ہے۔ عہد جدید کے بے خدا صحراؤں میں صدیوں کی دربدری کے بعد اپنے سرچشمے کی طرف پلٹنے کی یہ کیفیت کسی ازلی اور آبائی نخلستان کے مہربان سائے کی طرف لوٹنے اور قرنوں کی رہ نوردی کے بعد اپنے وطن کی طرف مراجعت کے مماثل ہے۔ یہ اجتماعی بازگشت خوش آیند تو ہے لیکن سہل نہیں اس لئے کہ تاریخ کے تسلسل میں ایک ایسی دراڑ پڑ چکی ہے اور ایک ایسا انقطاع واقع ہو چکا ہے کہ سرچشمۂ وحی کی طرف بازگشت اور اسلامی سیاست مدن اور اصول معاشرت کی جانب رجوع ایک عظیم روحانی مہم کا حکم رکھتا ہے۔

اسلام کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا اولین اور ہمہ گیر سانحہ تھا کہ تقریباً تمام اسلامی ممالک مغربی اقوام کے زیر تسلط آگئے جنہوں نے ممالک اسلامیہ میں قائم اداروں اور اجتماعی اسالیب حیات کو منقلب کر کے ایسے ادارے قائم کئے اور ایسے اجتماعی نظام کی تعمیر کا آغاز کیا جس کا قوام بے خدا نظریات سے اٹھایا گیا تھا اور جس کے گِل وجود کو انسانی الوہیت کی تبزے میں گوندھا گیا تھا۔ ان اداروں نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی

اسالیب حیات کو مٹانے یا کم از کم انہیں مدھم یا مسخ کرنے کی پوری کوشش کی لیکن توحید کا رسوخ عقلی اور رسالت سے نسبت عشقی اتنی کمزور نہ تھی کہ اس حملے سے یکسر مٹ جاتی۔ اس سیلاب بلا کے سامنے دنیا کی بڑی بڑی تہذیبیں سرنگوں ہو گئیں اور قدآور تمدن سجدہ ریز ہوئے لیکن وہ تہذیب جس کی سرشت میں بطحا کی مٹی اور حرا کا پتھر تھا اس سیل کے درمیان بھی قائم و سربلند رہا۔ لیکن اتنا ضرور ہوا کہ عقائد و نظریات کی آویزش اور تمدنوں کے بے اصول تال میل نے پراگندگی کی ایک کیفیت پیدا کر دی۔ تاہم اسلامی تہذیب کی روایت علمی اپنی جگہ قائم رہی۔ اقتدار چھن جانے سے ایک طرف ہیئت اجتماعیہ اور اصول مدنیت کے بارے میں نظریہ سازی اور استنباط اصول کی روایت میں ضعف آ گیا اور دوسری طرف جدید ریاست میں فرد کی زندگی زیادہ سے زیادہ قوانین ریاست کے تحت آتی چلی گئی۔ عالمی سطح پر تمدنوں اور افکار کے مخلوط ہونے سے بہت سی ایسی نئی صورتیں پیدا ہوئیں جن کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے قانون سازی اس سطح پر نہیں ہو سکی جس سطح پر اس کی ضرورت تھی۔ چنانچہ جب پاکستان میں اسلام کی ہیئت اجتماعیہ کی طرف مراجعت کا آغاز ہوا تو اس کی ابتداء ہی میں اندازہ ہونے لگا کہ نئے تناظر میں نئے حالات اور نئی کیفیات سے نبرد آزما ہونے کے لئے فقہ اسلامی کا عظیم ورثہ ایک تدوین نو کا تقاضا کرتا ہے لیکن یہ کام بجائے خود ایک نہایت متوازن اور منضبط اسلوب کا متقاضی ہے اس لئے کہ ایک طرف اسلام کے اصولوں پر قائم رہ کر جدید نظام مدنیت کے بارے میں اپنا طرز عمل طے کرنا ہے اور دوسری طرف ایک خیرہ کن تہذیب کی کرشمہ سازیوں سے اسلام کے محکم اصول قانون سازی کی حفاظت کرنی ہے۔ ماضی میں مغربی تمدن کی علمی اور فکری یورش اس غضب کی رہی کہ بعض بہت مخلص اصحاب

بھی اس کی تاب نہ لا سکے اور انہوں نے اس امر کی کوشش کی کہ مغرب سے آنے والی ہر شئے کو جائز اور درست ثابت کیا جائے۔ اس صورت حال نے ایک قسم کی اباحیت پیدا کر دی۔ دوسری طرف ایسا بھی ہوا کہ لوگوں نے اس کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ مظہر کو یکسر مسترد کر دیا اور اپنے اذہان کے گرد ایسی فصیل کھڑی کر دی کہ تبدیلی کی کوئی کرن اس میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

آج کی دنیا ایک نئے اصول توازن کی تلاش میں ہے۔ جو انفرادی اور اجتماعی مظاہر کو حق کی شان ظہور کے تابع کر کے ادنیٰ انسانی اعمال سے حکومت و معاشرت کے اعلیٰ مدارج تک ایک مضبوط نظام کی تشکیل کرے پاکستان میں شرعی قوانین کا نفاذ اس عظیم ذمے داری سے عہدہ برآ ہونے کی طرف پہلا مستحکم اور تاریخ ساز قدم ہے اس میں معاشرے کے دیگر ادارے جہاں اپنا رول ادا کر رہے ہیں وہاں مرکزِ تحقیق دیال سنگھ لائبریری نے بساط بھر اپنی ذمے داری ادا کرنے کی کوشش کی ہے اور "منہاج" اسی سعی کا ایک نیا مرحلہ ہے۔ اس کی حیثیت محض ایک دفتری فرض کی بجاآوری سے بڑھ کر اسلامی نظام فکر و عمل کی تشکیل نو کے عمل میں شامل ہونے اور اہل علم کو شامل ہونے کا موقع فراہم کرنے سے عبارت ہے۔ اس کی بنا حسن نیت پر استوار اور اس کی جزا بارگاہ احدیت سے مطلوب ہے۔

ملک بھر میں جگہ جگہ سے کثیر تعداد میں شائع ہونے والے علمی، ادبی اور فکری رسائل کے درمیان ایک ایسے رسالے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس کا تخصص فقہ اسلامی ہو اور جس کے ذریعہ مختلف نقطہ ہائے نظر اور مسالک فقہیہ اپنا اظہار پا سکیں اور اس طرح فقہ اسلامی کی تدوین نو کے عمل میں صحت مند اور تعمیری مکالمہ فروغ پا سکے۔ حق اپنی اصل میں واحد اور اپنے ظہور میں مختلف الجہات ہوتا ہے۔

اور ایک زندہ معاشرے میں اختلاف اپنی اصولی وحدت کی بنیاد پر ایک بامعنی عمل ٹھہرتا ہے۔ فقہ اسلامی کے مختلف مکاتب فکر اپنے اپنے طور پر اپنے اصول استخراج، طریق استنباط، ذخیرۂ روایت اور طرزِ درایت سے نو بہ نو مسائل کو حل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، ہماری خواہش ہے کہ عقائد و اعمال کی اس رنگا رنگی میں ما بہ الاشتراک نکات تلاش کئے جائیں، علوم و خیالات کی اس جلوہ گاہ کثرت میں روح وحدت کو اجاگر کیا جائے اور ہر معاملے میں راہ اعتدال کو دریافت کیا جائے۔ امت مسلمہ من حیث المجموع آج جس بحران سے دوچار ہے اس کا تقاضا ہے کہ امت کے مابین نزاع و تصادم کے تمام دواعی و مظاہر سے صرف نظر کر کے صرف ان امور پر زور دیا جائے جو جملہ مسالک میں مشترک ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "الجمع بین المختلفات" کے اصول سے تعبیر کیا ہے "منہاج" بنیادی طور پر اسی جادۂ اعتدال کی نشاندہی کرتا ہے جو ہمیشہ سے علمائے امت کے درمیان متفق علیہ راہ سلامتی رہا ہے۔ اس رسالے کی پالیسی "تصادم بین المسالک" کی بجائے قومی، ملی اور دینی جہات میں "تعاون بین المسالک" ہو گی۔ اور اس امر کی کوشش ملحوظ رکھی جائے گی کہ فقہ اسلامی کے سلسلے میں کام کرنے والی ہر جماعت کا متوازن اور معتدل نقطہ نظر تعمیری انداز میں پیش کیا جائے۔ تاکہ اسلامی قانون سازی کے سلسلے میں ہونے والی پیش رفت میں ایک مربوط، منظم اور متحدہ عملی معاونت کی شکل پیدا ہو۔ اس کے لئے اسلوب یہ طے کیا گیا ہے کہ پہلے مرحلے میں فقہ اسلامی کے مہمات مسائل پر علماء اور اہل فکر سے ایسے مضامین لکھوائے جائیں جو قدیم و جدید علمی و عملی مسائل کو مختلف جہات سے روشن کریں اور اس ضمن میں پاکستان کی قومی ضرورت اور ذہن جدید کے سوالات کو اس طرح پیش نظر

رکھا جائے کہ ایک مسئلہ، اس کے مختلف پہلو اور اس کا عملی طریق نفاذ ہر طرح سے منقح ہو کر سامنے آجائے۔

ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ یہ کام کس قدر وسیع و عظیم بلکہ دشوار ہے۔ لیکن آج اس کی اہمیت اتنی بنیادی اور اس کی ضرورت اتنی شدید ہے کہ محض وسائل کی کمی اور ہمت کی کوتاہی کی بنیاد پر اس سے صرف نظر کرنا ایک علمی جرم کے ارتکاب سے کم نہیں۔ پھر اس کام کا مدار اپنے قویٰ، اپنی ہمتوں اور اپنی علمی بساط پر رکھنے کی بجائے محض توفیق ایزدی اور حسن نیت پر رکھی گئی ہے اس لئے امیدیں اس سے ہیں کہ وہ مسبب الاسباب کوششوں کو قبولیت بخشتا، عمل کو مشکور کرتا اور علم کو نافع بناتا ہے۔

آج پوری اسلامی دنیا میں فقہ کی تدوین جدید کا مدار کم و بیش ایک سوال کے صحیح جواب پر ہے ــــ کہ اجتہاد کی شرائط وحدود کیا ہیں؟ اور قانون اسلامی کی تشکیل میں اسے کس طرح برتا جاسکتا ہے؟ چنانچہ "منہاج" کا پہلا شمارہ مختلف مسالک اور نقطہ ہائے نظر کو سامنے لاتا ہے اجتہاد کی درست نوعیت کا تعین اس وقت فقہ اسلامی کا اہم ترین مسئلہ ہے۔ زیر نظر شمارے میں مختلف علماء اور اہل فکر کے مضامین اس موضوع پر پیش کئے جارہے ہیں۔ اس موضوع پر مکالمے اور مباحثے پہلے بھی ہوتے رہے لیکن زیر نظر شمارے میں مختلف مسالک کے نقطہ ہائے نظر کا یکجا طور پر پیش کیا جانا اردو زبان میں اجتہاد کے مسئلے سے متعلق اپنی نوعیت کا پہلا کام ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کوشش سے مسئلے کی کیفیت کے فہم اور اسکی طرف عملی پیش رفت میں اضافہ ہوگا اور مختلف دبستان فکر اس مسئلہ پر ایک صحت مند، تعمیری اور مفید مکالمے کا آغاز کرسکیں گے۔

کچھ اس شمارے کے بارے میں

ہم نے جب منہاج کے افتتاحی شمارے کے لئے کام کا آغاز کیا تو ہمیں اِس راہ کی مشکلات کا کامل شعور نہ تھا لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری بلکہ لگن اور شوق سے اپنی کوشش جاری رکھی۔ شروع میں تو یہ پروگرام تھا کہ پہلا پرچہ نئے ہجری سال کے ساتھ ہی منظرِ عام پر آجائے گا۔ لیکن مقالات کے حصول میں ہمیں بڑے صبر آزما مراحل سے گذرنا پڑا یہاں تک کہ نیا عیسوی سال سر پہ آپہنچا اب اسے صرف تائیدِ ایزدی ہی سمجھیئے کہ منہاج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

پیشِ نظر مقاصد کی روشنی میں ادارے نے مجلہ کی ترتیب و تدوین کے لئے جو خاکہ مرتّب کیا، اسکے مطابق :۔

- مجلہ کم از کم دو سو صفحات پر مشتمل ہوگا اور مقالات و مندرجات خالصتاً فقہی مباحث پر مبنی ہوں گے، مثلاً۔
- فقہ کی امہات کتب اور فقہاء عظام کا سلسلہ وار تعارف، طریقہ کار، طرزِ فکر اور اصولِ استنباط کی توضیح و تشریح۔
- تاریخ فقہ، اصول فقہ اور فقہ کی تدوین جدید کے ذیل میں ہونے والی تحقیقات کی اشاعت کا بندوبست،
- فقہ سے متعلق کسی خاص مسئلہ پر ایک مربوط سوالنامے کے جوابات یا مرکز تحقیق میں منعقدہ مجلس مذاکرہ کی مفصل رپورٹ کی اشاعت،

○ نقطۂ تحقیق کے عنوان سے ایک ایسے سلسلۂ تحقیق کا آغاز جس میں علمی و عملی میدان میں درپیش مسائل پر ہر مکتب و مسلک کے علماء کی کاوشوں کو مزید غور و فکر کے لئے قارئین کے سامنے پیش کیا جائے -

ادارہ مجلہ کی خوب تر تزئین کے لئے قارئین کے گراں قدر مشوروں کا ہمیشہ منتظر رہے گا۔

آغاز میں تو یہ خیال تھا کہ افتتاحی شمارہ عام شمارہ ہوگا اور اب خیال یہ ہے کہ ہر شمارہ ہی خاص شمارہ ہوتا کہ ہر بار منہاج کے قارئین کے سامنے فقہ کے کسی چیدہ مبحث پر نگارشات کا ایک ایسا گلدستہ پیش کیا جا سکے جس کی تازگی اور خوشبو تین ہی مہینوں میں ماند پڑنا نہ شروع ہو جائے بلکہ سدا بہار رہے اور اُن کی لائبریری کی مستقل زینت بنے خدا کرے کہ علماء کرام کا تعاون ہمارے شامل حال رہے تاکہ ہماری یہ سعید آرزو پروان چڑھتی رہے۔

چونکہ افتتاحی پرچے کے لئے ہمیں جو مقالات موصول ہوئے، وہ اکثر و بیشتر اجتہاد کے موضوع پر تھے، اس لئے فیصلہ یہ ہوا کہ منہاج کا پہلا پرچہ اسی موضوع پر مبنی ہوگا۔ پھر جب مجلہ مکمل ہونے کو آیا اور اس کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ ہوا تو طے یہ پایا کہ اللہ نے چاہا تو ہر شمارہ ہی فقہ و قانون کے کسی اہم موضوع پر مبنی ہوا کرے گا، تاہم مجوزہ خاکہ و ترتیب کو بہرحال پیش نظر رکھا جائے گا مثلاً اسی شمارے میں :

○ ایک امام فقہ کے تعارف کے سلسلہ میں جناب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کا مقالہ" امام ابوحنیفہ اور ان کے اجتہاد کا طریقۂ کار" اور محترم استاذ پروفیسر مرزا منور صاحب کا " اقبال اور اجتہاد" کے نام سے ایک مبسوط

مقالہ شاملِ اشاعت ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اپنے مضمون میں علامہ اقبالؒ کے اجتہاد کے بارے میں خیالات، اور تجاویز کا جائزہ پیش کیا ہے۔ ممکن ہے ان کے کسی پہلو سے قارئین . . . . کو اتفاق نہ ہو لیکن دیگر نظامہائے قانون پر اسلامی قانون کی فوقیت کا جیسا گہرا شعور علامہ صاحب کو تھا اس کا بھرپور اظہار اس مقالے کا حاصلِ مطالعہ ہے۔

○ مولانا محترم جناب مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور ڈاکٹر منیر احمد مغل نے اجتہاد کی فنی اور تکنیکی نزاکتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ کاش ان کا یہ احساس عام ہو جائے کہ اجتہاد ہر کسی کے کرنے کا کام نہیں بلکہ مجتہد کا منصب اسلامی علوم و فنون اور فقہ و قانون پر کامل عبور کے ساتھ ورع تقویٰ کے ایک بلند معیار کا متقاضی ہے، جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کا مقالہ بھی مجتہد کے منصب کی اہمیت کو اور اُجاگر کرتا ہے۔

○ فقہ جعفری کی اساس و ہیت اور اجتہاد پر نامور شیعہ عالم جناب سید مرتضیٰ حسین فاضل کا مقالہ، جو انھوں نے بطورِ خاص منہاج کے لئے لکھا، قارئین کو خاص طور پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اِس لیے کہ مختلف مکاتب اور مسالک کے تقابلی جائزے میں ہر ایک کو اپنی بات کہنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ منہاج ہر ایک کے تعمیری بحث و تمحیص کے حق کا خیر مقدم کرتا ہے۔

○ رفیقِ محترم جناب رفیق چوہدری کا فکر انگیز مضمون ہمیں قرآن میں غور و فکر کے ایک نئے انداز سے روشناس کراتا ہے۔ امید ہے قارئین ان کی اس تحقیق کو بنظر استحسان دیکھیں گے البتہ اس کی علمی و فقہی افادیت کا ٹھیک ٹھیک اندازہ اس کے ٹھیک ٹھیک استعمال پر موقوف ہے۔

- ہم اپنے مستقل عنوان "نقطۂ تحقیق" کا آغاز عورت کی دیت کے مسئلہ پر اپنے دیرینہ کرم فرما جناب ریاض الحسن نوری صاحب کی تحقیقات سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر اکثر اسلاف کے موقف سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ اختلاف کیا ہے اور اپنی رائے کو دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اگر اہلِ علم حضرات ان کی رائے پر نقد کرنا چاہیں تو ان کے دلائل و براہین کے لئے "نقطۂ تحقیق" کے صفحات حاضر ہیں۔
- اجتہاد نمبر میں شامل محترم دوست جناب ڈاکٹر ظفر علی راجہ ایڈووکیٹ کا مضمون وفاقی شرعی عدالت ایک جدید اجتہادی ادارہ" ایک خصوصی تحریر ہے جس میں پاکستان کی موجودہ حکومت کی اُن کوششوں کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے جو اسلامی فقہ و قانون کے بتدریج نفاذ کے لئے مسلسل کی جا رہی ہیں اور وفاقی شرعی عدالت کا قیام اس سمت میں ایک اہم قدم ہے۔

ہماری کوشش ہے کہ منہاج کی ہر اشاعت کے لئے اس عدالت کے اہم فیصلوں کی ایک رپورٹ کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے اس سلسلہ میں ہم ڈاکٹر صاحب کے خصوصی تعاون کے خواہاں ہیں۔

- منہاج کے افتتاحی شمارے کی محفل سوالات و جوابات میں شامل پانچوں بزرگ کو الگ الگ مسلک سے وابستگی رکھتے ہیں تاہم ان کے جوابات کا تنوع اجتہاد کے گوناگوں پہلوؤں کا بالاستیعاب احاطہ کرتا ہے امید ہے قارئین ادارے کی اس کاوش کو یقیناً پسند فرمائیں گے۔

آخر میں ہم ایک بار پھر عرض کردیں کہ مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کی طرف سے ایک سہ ماہی فقہی و تحقیقی مجلہ کا اجراء پاکستان میں فقہ و قانون کے علمی و عملی احیاء کے لئے کی جانے والی گراں قدر کوششوں میں، گو ادنیٰ سا ہی سہی، ایک اضافہ ہے اور ہماری کوشش یہ ہوگی کہ کم از کم قلم و قرطاس کی دنیا میں قرآن و سنت کے دائرے کے اندر "تصادم بین الفرق" کی بجائے قومی، ملی اور دینی جہات میں "تعاون بین المسالک" کی اعتماد بخش فضا کے لئے راہ ہموار کی جائے تاکہ ہر مکتب و مسلک اور فرقہ کے اصحابِ علم کے رشحاتِ فکر پر غور و خوض کا نتیجہ خیز طریق عام ہو کہ یہی ہمارے مایہ ناز اسلاف کا اسلوب تھا۔